

محاسب: گرو۔ اب یاروں ہی سے یہ گیدڑ پھک! اتنے روپے مل گئے۔ کون کنور  
ونے سنگھر سید لکھے دیتے ہیں۔

نا یک رام: روپے لاتے ہو کہ نہیں۔ بولو چٹ پٹ؟

محاسب: گرو تم تو.....

نا یک رام: روپے لاتے ہو کہ نہیں؟ یہاں باتوں کی فرصت نہیں ہے۔ جھٹ پٹ  
سوچو۔ میں چلا۔ یاد رکھو کہیں بھیک بھی نہ ملے گی۔

محاسب: تو یہاں میرے پاس روپے کہاں ہیں؟ یہ تو سر کاری رقم ہے۔

نا یک رام: اچھا تو عند الطلب (رقعہ) لکھ دو۔

محاسب: گرو۔ ذرا اوہر دیکھو غریب آدمی ہوں۔

نا یک رام: تم گریب ہو، چا۔ حرام کی کوڑی کھا کر موٹے پڑ گئے ہو۔ اس پر گریب  
بنتے ہو۔ لکھو چٹ پٹ۔ کنور صاحب جرا بھی مروت نہ کریں گے۔ یونہی مجھے اتنے  
روپے دلا دینے ہیں۔ بس میرے کہنے بھر کی دیر ہے۔ گھن کا مکد ما چل جائے گا۔ بیٹا  
سمجھے؟ لا اوبا پ کی پوجا۔ تم کرو جیسے گھاگ روچ چھوڑے ہی سچنستے ہیں۔

محاسب نے نا یک رام کی تیوریوں سے بھانپ لیا کہ اب یہ وچھنا لیے بغیر نہ  
چھوڑے گا۔ چپکے سے پچیس روپے نکال کر ان کے ہاتھ دے دینے اور بولا۔  
”پنڈت۔ اب دیا گرو۔ زیادہ نہ ستاؤ۔“

نا یک رام نے روپے مٹھی میں کیے اور بولے۔ ”لو بچ۔ اب کسی کونہ ستانا۔ میں  
تمہاری ٹوہ میں رہوں گا۔“

نا یک رام چلے گئے تو محاسب نے دل میں کہا۔ ”لے جاؤ۔ سمجھ لیں گے کہ  
خیرات کیا۔“

کنور بھرت سنگھ اس وقت دیوان خانہ کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ آج ہوا کے  
ٹھنڈے جھونکوں میں لطف نہ تھا۔ آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے طفریہ نگاہوں کی

طرح دل میں کھلتے تھے۔ سامنے درختوں کے کنج میں سے ونے سنگھ کی خیالی صورت، تاریک و دردناک آواز کی طرح لرزائ اور دھوئیں کی طرح پریشان، یوں نکلتی ہوتی معلوم ہوتی جیسے کسی دکھبھرے دل سے آہ کی صدائیکتی ہے۔ کنور صاحب کئی منٹ تک کھڑے روتے رہے۔ ونے کے لیے ان کے دل سے اس طرح دعا کیں تک رہی تھیں جیسے علی الصبح گوشۂ افق سے طاوع ہوتے ہوتے آفتاب کی ہلکی تھہندی اور خوشگوار کرنیں نکلتی ہیں۔

----- اختتام -----